پروفیسر محمد اسلم

حضرت بابا فریدؒ کا آبائی وطن

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے آبائی وطن کے بارے میں تذکرہ نویسوں اور مؤرخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض مؤرخوں نے (باختلافِ املا) "کھوتوال" کو ان کی جائے ولادت بتایا ہے اور بعض نے "چاولی مشائخ" (ضلع وہاڑی) کو ان کا مولد ہونے کا شرف بخشا ہے۔[۱] تاہم تذکرہ نویسوں اور مؤرخوں کی اکثریت نے "کھوتوال" کو باباصاحب کی جائے ولادت تسلیم کیا ہے، اور یہ صحیح ہے۔

گاؤں کا صحیح نام

اب تک جن تذکرہ نویسوں نے باباصاحب کے احوال و آثار پر قلم اٹھایا ہے، ان میں سے ہمارے فاضل دوست محمد آصف خان کے سوا کسی نے بھی اس موضع کا نام صحیح نہیں لکھا۔[۲] مفتی غلام سرور لاہوری صاحبِ خزینۃ الاصفیا نے اس موضع کا نام کھوتوال تحریر کیا ہے، اور محمد غوثی شطاری منڈوی صاحبِ گلزارِ ابرار نے اسے کوتوال پڑھا ہے۔ حیاتِ طیبہ حضرت محبوبِ الٰہی کے فاضل مصنف علامہ اخلاق حسین دہلوی اسے کوٹوال لکھتے ہیں اور صاحبِ سیر العارفین مولانا جمالی اسے کھولوال اور کھولوال سمجھتے ہیں۔ مولوی محمد دین نے باغِ اولیائے ہند میں اس کی املا کھلی وال کی ہے اور علی اصغر چشتی نے جواہر فریدی میں اسے کھوٹیوال، کوتیوال، کھتی وال اور کھوٹیوال لکھا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اسی اشتباہ کی بنا پر اخبار الاخیار میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

---

[۱] چاولی مشائخ بورے والا سے ۱۱ میل کے فاصلے پر ہے اور بورے والا سے پاکپتن کا فاصلہ ۲۵ میل ہے۔

[۲] محمد آصف خان نے بابا فریدؒ کے پنجابی کلام پر پنجابی زبان میں "آکھیا بابا فرید" کے عنوان سے ایک بلند پایہ کتاب لکھی ہے۔ اس مضمون کی تصنیف کے دوران میں راقم الحروف نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

مؤرخ شہیر فرشتہ اسے کوٹھی پڑھتا اور لکھتا رہا اور تذکرہ خاصانِ خدا کی مصنفہ مصطفائی بیگم اسے کھوتیوال سمجھتی رہیں۔ استادِ گرامی پروفیسر خلیق احمد نظامی نے فارسی تذکروں پر اعتماد کرتے ہوئے اسے کہتوال لکھا ہے۔ وحید احمد مسعود سوانح مسعود الدین فریدؒ میں یونہی الکل پچو سے اسے کھوٹوال۔ کھوتو وال اور کوٹھوال لکھ گئے ہیں۔ تذکرہ بابا فرید میں طالب ہاشمی نے بابا صاحب کی جائے ولادت کھوتوال لکھی ہے اور عبداللہ خویشگی نے معارج الولایت میں اس گاؤں کا نام کہتیوالہ تحریر کیا۔ مرأۃ الاسرار کے مصنف عبدالرحمٰن اُسے کھتوالہ سمجھتے رہے اور الدریہ چشتی صاحبِ سیر الاقطاب اسے کہنی وال لکھتے رہے۔ "پنجابی ساہت دا تنقیدی اتہاس" کے مصنف ڈاکٹر جیت سنگھ سیتل نے اس موضع کا نام کھوتوال بتایا ہے اور ایک اور سکھ فاضل پروفیسر پریتم سنگھ نے اسے کھوتی وال سمجھا ہے۔ "بابا شیخ فرید الدین گنج شکر، حالات زندگی اور تعلیمات"، کے مصنف گوربخش سنگھ طالب نے اسے کھوتوال اور کہتوال پڑھا اور لکھا ہے۔ "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" کے مصنف مولا بخش کشتہ نے بھی اسے کھوتوال لکھا ہے

مولانا نور احمد فریدی، جو ملتان اور اس کے نواح کی تاریخ پر سند مانے جاتے ہیں اور پیر سید حسام الدین راشدی مرحوم اور راقم الحروف کی معیت میں اس موضع کی سیر بھی کر چکے ہیں، اس کا نام کھن والا تحریر کر گئے ہیں۔ شیخ محمد اکرام صاحبِ آبِ کوثر نے اسے کھوتوال بنایا ہے، اور مفتاح العارفین کے مصنف عبدالفتاح نے اس کی املا کھوں وال کی ہے۔ خواجہ حسن نظامی جیسے فاضل نے اسے کھتوال لکھا ہے۔ پروفیسر علم الدین سالک مرحوم کے مقالات کا مجموعہ نگارشات کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ انھوں نے اس موضع کا نام کسووال اور کسوتروال لکھ دیا ہے[۵۳] تاریخ الاولیا کے مصنف حیدر علی سہسوانی اسے کھوتوال پڑھتے رہے اور مرأۃ السالکین کے مصنف مولوی امام الدین اسے کہتی وال لکھتے رہے۔ شہزادہ دارا شکوہ اسے کھووال لکھتا ہے اور

---

۵۳ لاہور ملتان ریلوے لائن پر ساہی وال (سابق منٹگمری) سے ساتواں اور ہڑپہ سے پانچواں اسٹیشن کسووال ہے۔ اس نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں بھی برلب سڑک موجود ہے۔ ملتان سے کسووال کا فاصلہ ۱۱۱ کیلومیٹر ہے۔ اس لیے یہ گاؤں "من مضافات ملتان" نہیں ہو سکتا، جب کہ "کھوتوال" کا ملتان سے فاصلہ صرف ۵۵ کیلومیٹر

سیر الاولیا کے مصنف میر خورد کرمانی اسے کہتوال یا کہتولا لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر مسز شمیم محمود زیدی نے خلاصۃ العارفین پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ موصوفہ نے بھی اسے کھوتوال ہی سمجھا ہے۔ مسلم نظامی صاحب انوار الفرید اسے کھتوال سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر مسر یندر سنگھ کوہلی نے "پنجابی ساہت دا اتہاس" میں اسے کوٹھی والا لکھا ہے، جو اقرب الی الصحت ہے۔

جناب آصف خان نے اس گاؤں کا صحیح نام کوٹھے وال تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی تذکرہ نویس نے اس گاؤں کے نام کی تحقیق نہیں کی۔ ان کا یہ گلہ بجا ہے کہ یہ موضع ملتان کے مضافات میں تھا، ہونہ ہو یا ٹمبکٹو کے پاس تو نہیں تھا۔ اس کے باوجود کسی نے وہاں جانے اور صحیح نام معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

دراصل یہ سارا اشتباہ کوٹھے وال یا کوٹھے والا کو فارسی کے قالب میں ڈھالنے سے پیدا ہوا ہے۔ فارسی میں چوں کہ ٹھ نہیں ہوتی، اس لیے بعض تذکرہ نویسوں نے اسے تھ میں تبدیل کر دیا اور بعض نے تھ کو بھی ہندی لفظ سمجھ کر ت میں بدل دیا۔ اس لیے کوٹھے وال، کوتھیوال یا کوتوال لکھا جانے لگا۔

راقم الحروف کو دو بار وہاں جانے کی سعادت ملی ہے۔ اب اس گاؤں کا نام کوٹھے والا لکھا اور بولا جاتا ہے۔ بس اسٹاپ کے قریب محکمۂ زراعت کا ایک بورڈ نصب ہے، اس پر بھی موضع کا نام کوٹھے والا درج ہے۔ راشن ڈپو پر بھی اسی نام کا بورڈ آویزاں ہے۔

محلِ وقوع

ملتان سے جو ریلوے لائن خانیوال ہو کر لاہور جاتی ہے، اس لائن پر ملتان چھاؤنی کے بعد ملتان شہر کا اسٹیشن آتا ہے۔ اس کے بعد ممتاز آباد اور پھر پیران غائب نام کے دو ریلوے اسٹیشن آتے ہیں۔ ملتان کا صنعتی علاقہ پیران غائب تک پھیل چکا ہے۔ پیران غائب کے بعد ٹاٹے پور نام کا ایک چھوٹا سا اسٹیشن آتا ہے جہاں صرف پسنجر گاڑیاں رکتی ہیں۔ ٹاٹے پور سے کوٹھے وال کا فاصلہ صرف چار میل ہے۔ پہلے ایک کچی سڑک ٹاٹے پور کو کوٹھے والا سے ملاتی تھی اور اس پر تانگے چلتے تھے۔ اب اس سڑک کو پختہ کر رہے ہیں۔

ملتان سے سڑک کے راستے کوٹھے والا کا فاصلہ دس میل ہے اور وہاں تک پختہ سڑک

جاتی ہے۔ ملتان سے بورلہ جانے والی بس کوٹھے والا سے گورتی ہے اور وہاں جانے کے لیے ہر نصف گھنٹے بعد بس ملتی ہے۔ ملتان سے کوٹھے والا تک تمام علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔ اس علاقے میں اعلیٰ قسم کی کپاس، گندم، مکئی اور گنے کی کاشت ہوتی ہے، بدیں وجہ کسان مرفہ الحال ہیں۔

گاؤں کی موجودہ کیفیت

کوٹھے والا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں ۱۱۵ گھر ہیں اور وہاں اندازاً ساڑھے پانچ صد نفوس بستے ہیں۔ گاؤں میں میواتی مہاجروں کی اکثریت ہے۔ یہ لوگ ۱۹۴۷ء میں میوات سے ترکِ وطن کر کے یہاں آباد ہوئے ہیں۔ گاؤں کی بیشتر زرعی اراضی بھی انہی کی ملک ہے۔

بس اسٹاپ کے قریب چند دکانیں اور چائے کے ہوٹل ہیں۔ اسٹاپ سے پچاس ساٹھ میٹر کے فاصلے پر ایک پختہ مسجد ہے جس کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک بورڈ آویزاں ہے اور اس پر یہ عبارت درج ہے:

مدرسہ عربیہ دارالعلوم جامعہ سلیمانیہ
دربار حضرت خواجہ الشیخ جمال الدین سلیمان
کوٹھے وال ملتان

صحن مسجد کے شمال مشرقی کونے میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے والد ماجد خواجہ جمال الدین سلیمانؒ کا مزار ہے۔ جن لوگوں نے محض الکل پچو سے چاولی مشائخ کو باباصاحب کا آبائی وطن اور جائے ولادت لکھ دیا ہے، کوٹھے والا میں اس مزار کی موجودگی سے ان کے خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔

خواجہ جمال الدین سلیمانؒ کی قبر کے اوپر ایک پختہ چھتری بنی ہوئی ہے جسے چھ ستون تھامے ہوئے ہیں۔ لوحِ مزار پر آیت الکرسی کے علاوہ یہ عبارت درج ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
شجرۂ نسب والد صاحب
حضرت بابا فریدالدین گنج شکر بن خواجہ جمال الدین سلیمان بن حضرت خواجہ شعیب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جمال الدین سلیمان کی وفات ۵۷۱ھ میں بروز جمعۃ المبارک گیارہ شوال المکرم (ہوئی)۔

ابیات

پیر کامل صورت ظل خدا — یعنی دیدے پیر دیدے[۴] کبریا
اولیا را نیست مشکل این چنین — میروند اندرے[۵] بملک چنین
ہر کہ بیند روئے نیکاں صبح و شام — آتش دوزخ شود بروے حرام
مردہ را زندہ کند او را رواست — نائب است دست او[۶] خدا است
ہر کہ خواہی یابی این نشان — سر بنہ خاک پائے کاملان
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشین اندر حضور اولیا
گر شدی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشتہ دور از خدا
لوح محفوظ است پیشانی یار — راز تو نیئش نیا زد[۷] آشکار
اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

حافظ غلام نبی نام کے ایک صاحب اس مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ انھوں نے راقم الحروف کو بتایا کہ اس نے اپنے بڑے بزرگوں سے سنا ہے کہ پہلے یہاں بہت سی قبریں تھیں لیکن گزشتہ صدی میں ایک قریبی گاؤں کے سکھ زمیندار رام سنگھ نے ان کا صفایا کر دیا۔

حافظ غلام نبی نے راقم الحروف کو بابا صاحب کے آبائی مکان کی جگہ دکھائی۔ اب وہ مکان ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور اس پر اللہ ڈیوایا نامی ایک کمہار قابض ہے۔

ملتان سے کوٹھے والا تک جانے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہو جاتا ہے۔ اگر ایک گھنٹہ وہاں صرف کریں اور اتنا ہی وقت واپسی کے لیے مختص کر لیں تو تین گھنٹوں میں ملتان سے کوٹھے والا جا کر واپس آ سکتے ہیں۔

---

۴ یہ ابیات کسی کم علم کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے دیدہ کو دیدے بنا دیا ہے۔

۵ کذا — ۶ کذا — ۷ کذا